

عدالتِ عظمیٰ پاکستان  
(با اختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس دوست محمد خان، جج  
جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، جج  
جناب جسٹس فیصل عرب، جج

فوجداری اپیل نمبری ۳۸۲ / ۲۰۱۱

زیرِ شق (۳) ۱۸۵، دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(برخلافِ حکم عدالتِ عالیہ، لاہور محضرہ یکم دسمبر ۲۰۱۰ء بر فوجداری اپیل نمبر ۴۱۶ - ج/۲۰۰۵،  
مراسلہ قتل نمبر ۷۸۰/۲۰۰۵)

(اپیل کنندہ)

غلام رسول

بنام

(مسئول علیہ)

سرکار

منجانب اپیل کنندہ: آفتاب احمد خان، فاضل وکیل، عدالتِ عظمیٰ

منجانب سرکار: چوہدری زبیر احمد فاروق، اضافی وکیل سرکار پنجاب

تاریخ سماعتِ مقدمہ: ۳۰ جنوری، ۲۰۱۱ء

## فیصلہ / حکم آخر

دوست محمد خان، جج:-

### خلاصہ مقدمہ:-

بروئے حکم مورخہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ء عدالتِ ہذا نے سائل کو اجازتِ اپیل بدیں طور عطا کی کہ اپیل کنندہ نے دفاع میں جو شہادت پیش کی اسکو سنجیدگی سے نہیں لیا گیا۔

۲۔ ہم نے وکلاء کے دلائل مفصل طور پر سماعت کیے اور جملہ شہادت بر مثل کا باریک بینی سے جائزہ لیا۔

۳۔ استغاثہ کی کہانی یوں ہے کہ عبدالرؤف مستغیث (گواہ نمبر ۱۰) نے ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمبر ۱۹۰ / ۲۰۰۴ بر موقعہ واردات مورخہ ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء کو صبح بوقت ۹ بج کر ۴۵ منٹ پر تحریری طور پر مہتمم تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ کو دی جس کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:-

"رپورٹ کنندہ پیشے سے زمیندار ہے اور بروز اور بوقت وقوعہ مقتولین کے رہائشی مکان میں بمعہ گواہ استغاثہ رحمت اللہ (گواہ نمبر ۱۱) اور عبدالغنی جو بطور گواہ پیش نہیں کیا گیا بمعہ ہر دو مقتولین یعنی محمد سلیم اور والدہ مستغیث حکیم بی بی موجود تھا، جب غلام رسول اپیل کنندہ نے مقتولین کو چھری کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کیا اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دونوں بر موقع جاں بحق ہو گئے۔ مستغیث و گواہان کے شور کرنے پر کافی لوگ اکٹھے ہوئے جنہوں نے اپیل کنندہ کو بمعہ آلہ قتل قابو کیا اور بعدہ حوالہ پولیس بر موقع کیا۔ وجہ عنادیہ بیان کی کہ ملزم غلام رسول بھائی اش محمد سلیم سے اس کی بیٹی نبیلہ کا رشتہ مانگ رہا تھا لیکن مقتول نے انکار کیا جو دہرے قتل کا سبب بنا۔"

۴۔ بر موقعہ کاروائی کرتے ہوئے اپیل کنندہ غلام رسول بمعہ چھری (مبینہ آلہ قتل) اور اس کے کپڑے جن پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے قبضہ پولیس کیے گئے اور ہر دو مقتولین کی رپورٹ مرگ تیار

کر کے زیرِ حفاظت پولیس کانسٹیبلان مردہ خانے بھیجی گئیں، جہاں پر دونوں کی نعشوں کے معائنے کی رپورٹ الگ الگ علی الترتیب، ڈاکٹر محمد اشفاق (گواہ نمبر ۱) اور زنانہ ڈاکٹر مسما عابدہ شاہد نے تیار کی۔

۵۔ تفتیش کے اختتام پر ملزم کے خلاف چالان داخل عدالت کیا گیا، جہاں پر کل ۱۲ گواہانِ استغاثہ پیش ہوئے۔ ملزم کا بیان زیر دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری قلمبند کیا گیا اور اپیل کنندہ نے اپنے دفاع میں ایک گواہ فخر الزمان (گواہ دفاع نمبر ۱) پیش کیا۔ مقدمہ کے اختتام پر عدالت ابتدائی نے اپیل کنندہ کو دو مرتبہ سزائے موت اور مبلغ دو لاکھ روپے ہر ایک مقتول کے ورثاء کو ادا کرنے کا حکم دیا۔

۶۔ اپیل کنندہ کی اپیل عدالتِ عالیہ، لاہور نے خارج کی اور مراسلہ قتل (Murder Reference) برائے تائید و منظوری کا جواب اثبات میں دیا۔

۷۔ چونکہ استغاثہ کی شہادت بر مثل مقدمہ سے یہ امر ناقابلِ تردید ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ بر موقعہ واردات درج کی گئی ہے لہذا بوقتِ رپورٹ جو کہ ۹ بج کر ۴۵ منٹ دن ظاہر کی گئی ہے کو شک و شبہ سے بالاتر اور حرفِ آخر تسلیم کرنا خطرے سے خالی نہ ہو گا۔ غالب قیاس یہی ہو سکتا ہے کہ اس میں مہتمم تھانہ نے ایمانداری اور سچائی سے کام نہیں لیا۔ تاہم چونکہ اپیل کنندہ نے اپنے بیان اور اپنے دفاع میں پیش کردہ شہادت کی رو سے وقوعہ قتل محمد سلیم کو تسلیم کیا مگر ساتھ ہی یہ عذر بھی شدت سے اٹھایا ہے کہ ایسا اُس نے اپنے دفاع میں کیا ہے۔ جیسا کہ نقشہ موقعہ واردات میں ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اپیل کنندہ کا سلسلہ کل پر آنا اور پلاسٹک کی تھیلی سے چھری نکال کر گھر کے اندر داخل ہو کر فوری حملہ آور ہونا بناوٹی اور مبالغہ آرائی پر مبنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ سائیکل کا مقام ظاہری طور پر گواہانِ استغاثہ کو نظر نہیں آ سکتا۔ دونوں مقامات کے درمیان نظری رکاوٹ ہے لہذا یہ قیاس کرنا کہ اپیل کنندہ ابتداء ہی سے ارادہ قتل کے ساتھ خانہ مقتول میں داخل ہوا، شعور سے عاری اور ناقابلِ بھروسہ کہانی معلوم ہوتی ہے۔

۸۔ اصل محرکات وقوعہ استغاثہ کو جس طریقے سے خم دیا گیا ہے اس سے یہ قیاس اور نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وقوعہ جس طرح بیان کیا گیا ہے اس طرح سے سرزد نہیں ہوا جس سے اپیل کنندہ کے دفاع کو قلیل ہی سہی مگر کچھ تقویت ضرور ملتی ہے۔

۹۔ اہم گواہ استغاثہ (نمبر ۱۰) یعنی مستغیث یہ امر تسلیم کرتا ہے کہ غلام رسول اور مقتول محمد سلیم فوج میں ایک ہی یونٹ میں کام کرتے تھے اور چونکہ مقتول پیش امام تھا اور غلام رسول مذہب سے عیسائی تھا تاہم محمد سلیم (مقتول) نے اسے اسلام قبول کرنے پر راغب کیا اور یوں دونوں کے درمیان گہری دوستی کا رشتہ استوار ہو گیا اور اپیل کنندہ اکثر اوقات مقتول محمد سلیم کے گھر آتا جاتا تھا۔ مستغیث نے اپنے بیان روبرو عدالت میں بددیانتی سے کام لیتے ہوئے اپنی ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں مختلف خامیوں کو چھپانے کے لیے ناجائز اصلاح اور اضافہ کی کوشش کی ہے اور ابتدائی کہانی میں جان ڈالنے کے لیے ایسے امور کو روشناس کرانے کی ناکام سعی کی جو کہ پہلے کبھی نہیں بیان کیے تھے۔ انھوں نے وکیل دفاع کی اس تجویز سے انکار کیا کہ مقتول محمد سلیم نے اپیل کنندہ سے مبلغ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے قرض لیے تھے اور یہ کہ بار بار تقاضا کرنے کے باوجود مقتول وہ رقم اپیل کنندہ کو واپس کرنے کو تیار نہیں تھا۔ مستغیث نے اس تجویز سے بھی انکار کیا کہ بوقت وقوعہ اپیل کنندہ نے اسی رقم کی واپسی کا تقاضا کیا تھا جس پر مقتول اور مستغیث دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور اپیل کنندہ نے اپنے دفاع میں مقتول کو مجروح کر کے قتل کیا اور یہ کہ مسماٹ حکیم بی بی مقتولہ نے بھی اس پر ڈنڈے سے وار کیا جس کی بناء اپیل کنندہ نے طیش میں آکر اس پر بھی چھری کا وار کیا۔ اسی طرح دوسرے گواہ استغاثہ (نمبر ۱۱) نے بھی اپنے ابتدائی بیان جو کہ مقامی پولیس کو دیا تھا، میں غیر ضروری اضافی امور بابت وقوعہ کا عدالتی بیان میں پہلی مرتبہ انکشاف کیا۔ گواہ مذکورہ نے اپنی شہادت کو اپنے ہی کردار سے مزید آلودہ کرتے ہوئے مصنوعی طور پر نئی کہانی یوں ایزاد کی کہ اپیل کنندہ کو زخمت موقعہ واردات سے بھاگتے وقت گرنے کے دوران اپنی ہی چھری سے لگے۔ اسی طرح تفتیشی افسر نے دیانتداری سے کام نہ لیتے ہوئے کچھ حقائق بابت وقوعہ کو توڑ مروڑ کر پیش کئے اور کچھ حقائق کو عدالت سے اخفاء میں رکھنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جیسا کہ اسکے بیان دوران جرح سے عیاں ہے کہ اس نے پہلے نقشہ واردات میں چشم دید گواہان کو ظاہر نہیں کیا جبکہ دوسرے نقشہ موقعہ میں ان کی موجودگی کو ظاہر کیا۔

۱۰۔ مندرجہ بالا واقعات کو اگر عدالتی شعور اور فہم و فراست کی روشنی میں باریک بینی سے دیکھا جائے تو عدالت کے سامنے دو باہمی متضاد روادیں بابت وقوعہ اس نوع کی آگئی ہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا

مشکل نہ ہو گا کہ استغاثہ اور اپیل کنندہ دونوں نے پورا سچ نہیں بولا ہے اور کچھ اہم واقعات جو کہ وقوعہ ہذا کے سبب بنے، کو اخفاء میں رکھنے کی کوشش کی ہے، لہذا عدالت کے لئے مسلمہ رہنما اصول جو مقدمہ بعنوان "سید علی بیوپاری بنام مولانا وغیرہ" جو کہ پاکستان کے نظائر کار سالہ (PLD) سال ۱۹۶۲ء بر صفحہ ۵۰۲ پر شائع شدہ ہے اور جو بعد میں عدالتِ عظمیٰ نے بمقدمہ "زاہد پرویز وغیرہ بنام سرکار" (پاکستان نظائر کے فیصلہ جات کار سالہ (PLD) شائع شدہ سال ۱۹۹۱ء بر صفحہ ۵۵۸) میں اپنایا ہے کو اپنانا لازمی ہو جاتا ہے تاکہ انصاف کے تقاضوں کو پوری طرح عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

۱۱۔ مقدمہ ہذا میں استغاثہ نے وجہِ عناد مسماں نبیلہ بی بی دختر محمد سلیم کارشتہ دینے سے انکار پر اپیل کنندہ کے ہاتھوں محمد سلیم کے قتل کو قرار دیا ہے جبکہ دوسری جانب اپیل کنندہ نے اس وجہِ عناد کو یکسر مسترد کیا ہے اور یوں بیان دیا کہ مسماں نبیلہ کو وہ اپنی دختر کی نظر سے دیکھتا تھا اور اسکو اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں لینے کا کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ اسی طرح اپیل کنندہ نے آلہ قتل (چھری) کو مقتول محمد سلیم کی ملکیت قرار دیا اور ان دونوں کو اسی چھری کے وار سے طیش میں آکر اور اپنے دفاعی حق، خود اختیاری کو استعمال کرتے ہوئے قتل کرنا بیان کیا ہے۔ لہذا انصاف کے زریں اصولوں کا تقاضا ہے کہ کثافت و آلودگی سے پاک اصل محرکات وقوعہ کو تلاش کیا جائے۔

یہاں پر اس امر کی وضاحت کرنا لازمی ہے کہ استغاثہ کے گواہان اور اپیل کنندہ دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ چھری (آلہ قتل) سبزی و گوشت کاٹنے والی ایک عام چھری تھی لہذا اس پس منظر میں سچائی کے قریب ترین قیاس پر مبنی وجوہات وقوعہ کو دریافت کرنا کچھ زیادہ مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔

۱۲۔ چونکہ اپیل کنندہ کی دوستی مقتول محمد سلیم اور اس کے گھر کے افراد سے اتنی گہری ہو چکی تھی کہ وہ اکثر اوقات اس کے گھر میں آکر بات چیت کے لیے قیام کرتا تھا اور مقتولین کے گھر کی دیگر خواتین بھی اس سے کوئی پردہ نہیں کرتی تھیں، لہذا اگر استغاثہ کی وجہِ عناد وقوعہ کو تسلیم کیا جائے تو اپیل کنندہ کا مقتولین کے گھر آنا جانا، محمد سلیم کا اپنی دختر کا رشتہ دینے سے انکار پر ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن یہ سلسلہ متواتر برقرار رہا۔ اسی طرح اپیل کنندہ نے جو وجہ وقوعہ بیان کی ہے کہ "چونکہ محمد سلیم اس کا مقروض تھا اور اس کے ذمے اپیل کنندہ کی مبلغ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے کی رقم واجب الادا تھی لیکن بار بار تقاضا

کرنے کے باوجود وہ رقم واپس کرنے سے انکاری تھا،" بھی مکمل سچائی پر مبنی معلوم نہیں ہوتی، اگرچہ اپیل کنندہ نے اس سلسلے میں ڈاکخانہ کے ذریعے مختلف اوقات میں رقم کے ترسیلی حکم نامے (money order) کے ذریعے بھیجنے سے متعلق رسیدیں مثل پر مظہر کردی ہیں۔ تاہم اس کے پس پردہ محرکات یا اس رقم کی واپس ادائیگی سے متعلق مضبوط شہادت مقدمہ مثل پر موجود نہیں ہے۔ دوسری طرف مسماں نبیلہ جو کہ عاقل و بالغ دختر مقتول محمد سلیم تھی اور وجہ عناد سے متعلق اہم گواہ تھی کہ شہادت کے لیے نہ تو عدالت میں پیش کیا گیا اور نہ اس کا بیان پولیس نے قلمبند کیا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ مقتول محمد سلیم نے اس کا رشتہ اپیل کنندہ کو دینے سے انکار کیا تھا، جو وجہ دوہرے قتل بنی۔ ایسی صورت حال میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وقت وقوعہ سے فوری پیشتر فریقین کے درمیان کوئی ایسا تنازعہ کھڑا ہوا جس کی وجہ سے دونوں فریقین انتہائی طیش میں آئے اور نوبت خونی لڑائی تک پہنچ گئی۔ چونکہ اپیل کنندہ کو بھی کئی زخمت رسید کیے گئے ہیں جس کی تائید طبی ماہر ڈاکٹر فخر الزمان، علامہ اقبال ہسپتال، سیالکوٹ کے تحریری خلاصہ سے ہوتی ہے۔ اسی رپورٹ اور طبی ماہر کے بیان بر صفحہ ۴۹ سے یہ بات پوری طرح عیاں ہوتی ہے کہ اپیل کنندہ کو ایک زخم چھری کے وار سے بائیں انگوٹھے پر جبکہ دوسرا بائیں بازو کے پیچھے اور متعدد زخمت جسم کے مختلف حصوں پر لگے ہیں، لہذا زخمت کی نوعیت اور تعداد جو اپیل کنندہ کے جسم کے کئی حصوں پر دیئے گئے ہیں سے مستغیث کی یہ کہانی غلط ثابت ہوتی ہے کہ وقوعہ کے بعد بھاگنے کی کوشش میں اپیل کنندہ گر گیا جس کی وجہ سے اسکو زخم اپنی ہی چھری سے لگ گئے کیونکہ اتنی تعداد اور اس نوع کے زخمت حادثاتی طور پر لگنا مستغیث کی کہانی کو بناوٹی اور خود ساختہ بنا دیتا ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اپیل کنندہ خاکروب تھا جسکو بد قسمتی سے ہمارا معاشرہ نچلے درجے کا شہری تصور کرتا ہے جو ہماری معاشرتی انحطاط کی عکاسی کرتا ہے جبکہ مستغیث اور مقتولین فریق طاقتور اور بارسوخ لوگ تھے لہذا اپیل کنندہ کا ان کے گھر میں قتل کرنے کی نیت سے داخل ہو کر فوری حملہ آور ہونا ناقابل فہم و ناقابل یقین ہے۔ مزید یہ کہ وجہ عناد صرف سلیم مقتول کے خلاف بیان کی گئی ہے لہذا مقتولہ حکیم بی بی کو قتل کرنے کی کوئی ظاہری وجہ نظر نہیں آتی اور اس طرح اپیل کنندہ کی کہانی جو دفاع میں بیان کی گئی ہے کو مزید تقویت ملتی ہے۔

۱۳۔ چونکہ استغاثہ نے اپیل کنندہ کو رسید کردہ زخمت سے متعلق کوئی وضاحت پیش نہیں کی ہے اور اسی طرح تفتیشی افسر نے بھی اس امر کو دانستہ پوشیدہ رکھ کر بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے لہذا اس امر سے کچھ حد تک اپیل کنندہ کے اپنے دفاع میں دیے گئے بیان کی تائید ہوتی ہے تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان زخمت کے بدلے محمد سلیم مقتول کو جو زخمت اپیل کنندہ نے رسید کیے ہیں اور اسی طرح جو مہلک زخم حکیم بی بی کو رسید کیا گیا ہے، اپنے دفاع میں ایسا کرنے کا اپیل کنندہ کو حق نہیں پہنچتا تھا، کیونکہ اپیل کنندہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس نے چھری محمد سلیم سے چھین لی تھی، لہذا اسکو غیر مسلح کرنے کے بعد انتہائی طیش کی صورت میں بھی مقتول کو اتنے زخمت دیکر اپیل کنندہ نے یقیناً قانون کے مسلمہ اصولوں کی قطعی خلاف ورزی کی ہے اور اسی طرح مقتولہ کو جو مہلک زخم دیا ہے وہ بھی جائز قرار نہیں دیا جاسکتا، خواہ اپیل کنندہ کو طیش میں لانے کی کہانی کو صحیح اور درست تسلیم بھی کیا جائے چونکہ دونوں فریقین نے مکمل سچی کہانی و فوری محرکات پس پردہ وقوعہ سے گریز کیا ہے اور دانستہ طور پر سچ کو جھوٹ کے آمیزے سے آلودہ کیا ہے لہذا ایسی صورت حال میں عدالت کو سزا تجویز کرنے میں احتیاط برتنا لازمی ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ بوجوہات بالا دونوں عدالتوں نے اپیل کنندہ / سائل کو دو مرتبہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات پاکستان کا مجرم صحیح طور پر ٹھہرایا ہے لیکن اس اہم نقطہ قیاس جو عدالتی شعور اور فہم و ادراک پر مبنی ہے سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وقوعہ کے سرزد ہونے میں مقتول / مقتولین کا کردار اور یہ کہ کیا اپیل کنندہ کو زخمت وقوعہ قتل سے پہلے یا اس کے بعد رسید کیے گئے، کی وضاحت نہ دینا استغاثہ کی کہانی کو کسی حد تک مشکوک بنا دیتا ہے۔ اس صورت حال میں انصاف کے تقاضوں اور مسلمہ اصولوں کو مد نظر رکھ کر اپیل کنندہ کو انتہائی سزائے موت دینا قرین انصاف نہ ہو گا کیونکہ استغاثہ کی کہانی پر مکمل طور پر یقین کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے لہذا وجہ عناد کے درست طور پر ثابت نہ ہونے اور وقوعہ سے فوری پیشتر کے واقعات کے اصل حقائق کو مخفی رکھنے کی وجہ سے اپیل کنندہ کی سزائیں تخفیف کر کے دو مرتبہ سزائے موت کی بجائے دو مرتبہ دونوں مقتولین کے لئے سزائے عمر قید میں تبدیل کی جاتی ہے اور مزید حکم دیا جاتا ہے کہ دونوں سزائیں یکجا یعنی یکساں شمار کی جائیں نہ کہ الگ الگ نیز اپیل کنندہ کو زیر دفعہ ۳۸۲ ب ضابطہ نوجہداری کا فائدہ بھی دیا جاتا ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا وجوہات و دلائل ہمارے مختصر فیصلہ بہ زبان انگریزی مورخہ ۳۰-۰۱-۲۰۱۷ء کی تائید میں دیئے گئے ہیں جو کہ ذیل میں دوہرایا جاتا ہے:-

“For reasons to be recorded later on, this appeal is partly allowed; the conviction of the appellant is maintained u/s 302(b) PPC along with compensation amount awarded by the Trial Court and in default thereof to suffer six months S.I. however, his death sentence is reduced to life imprisonment on both counts with benefit of S. 382-B Cr.P.C. It is further directed that both the sentences (on both counts) shall run concurrently to each other.”

ج

ج

ج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۳۰ جنوری، ۲۰۱۷ء

ایم و سیم